صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
یا رسول اللہ
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
کیا ہم محفل منعقد کریں؟
سلسلہ مفت اشاعت نمبر 112
مترجم
شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

کیا ہم محفل منعقد کریں؟

ترجمہ

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف لاہور

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : کیا ہم محفل منعقد کریں

مترجم : حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب

ضخامت : ۴۰ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : 112

اشاعت : جولائی ۲۰۰۳ء، جمادی الاول ۱۴۲۴ھ

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

زیرنظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی 112 ویں کڑی ہے۔ یہ کتابچہ حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب کی تصنیف لطیف ہے اس کتابچہ کو ادارہ مسعودیہ، کراچی اور رضا اکیڈمی، لاہور نے بھی شائع کیا۔ اب جمعیت اشاعت اہلسنّت اس کو مفت شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے امید ہے یہ کتاب بھی پچھلی کتابوں کی طرح قارئین کے علمی ذوق پر پورا اتریں گی۔ علامہ موصوف کی شخصیت اہلسنّت و جماعت کے لیے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ موصوف کے علم میں عمر میں اور عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کے سایہ عاطفت کو ہم اہلسنّت و جماعت پر تادیر دراز فرمائے اور ان کو یوں ہی مسلک اہلسنّت و جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

عالم اسلام کے مشہور عالم دین اور نامور روحانی مرشد حضرت ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نام مدینہ منورہ سے سلام و پیام آتے ہوں، اس لحاظ سے بھی راقم خوش قسمت ہے، "بھی" اس لیے کہا کہ خوش قسمتی کی اور بھی کئی جہات ہیں، فالحمد للہ تعالیٰ علی جمیع ذلک۔

کچھ عرصہ پہلے آبروئے اہل سنت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ایک عربی رسالہ سید الشہداء (امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھجوایا اور تحریر کیا کہ مدینہ طیبہ کے عالی مرتبت بزرگ نے اس کے ترجمہ کی فرمائش کی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اس کا ترجمہ کردیں۔ الحمد للہ تعالیٰ راقم نے اس کا ترجمہ کردیا، جسے ادارۂ مسعودیہ کراچی نے ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء میں شائع کیا، مدینہ منورہ میں بھی اسے پسند کیا گیا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو پروفیسر صاحب لاہور تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے ماڈل ٹاؤن سے ایک بروشر ارسال کیا جو دبئی کے ادارۃ الافتاء والبحوث نے لکھا ہے اور دائرۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ نے شائع کیا ہے اور اپنے مکتوب میں لکھا:

مخدومی مدظلہ العالی نے ترجمہ کے لیے ایک اور رسالہ عنایت فرمایا ہے، فقیر کی آرزو ہے کہ یہ سعادت بھی آپ ہی حاصل کریں۔

آخر یہ سعادت کیوں نہ حاصل کرتا؟ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ کو اس رسالے کا ترجمہ شروع کیا اور ۲۶ رمضان المبارک ۵ فروری ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء کو مکمل ہوگیا۔

دُعا ہے کہ یہ کاوش اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی نظر میں پسندیدگی حاصل کرے اور ذریعۂ نجات ہو۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث
جامعہ نظامیہ
لاہور (اسلامی جمہوریۂ پاکستان)

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ
۵ فروری ۱۹۹۷ء

اِفتتاحیہ

کب سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں؟ ــــ کون بتائے، کس سے پوچھیں ــــ کسی کو نہیں معلوم ــــ ظہورِ قُدسی سے لاکھوں سال پہلے ایک محفل سجائی گئی، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے شرکت فرمائی، ربِّ کریم نے خطاب فرمایا اور اُس آنے والے کا ذکر فرمایا جس کے آنے کے بعد نہ صرف اُمتیوں پر بلکہ نبیوں پر بھی دل دینا اور جان فدا کرنا فرض قرار پایا ــــ قرآن کریم کھولیے اور اس مقدس محفل کا حال پڑھیے اور پڑھتے ہی جائیے، سُنیئے، سُنیئے یہ کیسی آواز آرہی ہے:

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب حکمت دُوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسُول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا" ــــ فرمایا ــــ "کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" ــــ سب نے عرض کی ــــ "ہم نے اقرار کیا" ــــ فرمایا ــــ "گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"۔[1]

---

[1] قرآنِ حکیم، سورۂ آل عمران، ۸۱

عقل یہ کہتی ہے کہ جب یہ عظیم الشان پیمانِ محبت باندھا گیا اور آپ کی آمد
آمد اور ولادت و بعثت کا ذکر کیا گیا تو یقیناً اُس جہاں سے اِس جہاں میں آکر
ہر نبی نے اپنی اُمت سے یہ عہد لیا ہوگا ، اس آنے والے کا چرچا کیا
ہوگا ____ اس کا ذکرِ ولادت کیا ہوگا ____ بار بار کیا ہوگا ____ ہر
شہر میں ، ہر کوچے میں ، ہر گلی میں ، ہر مکان میں ____ کم از کم ایک محفل تو
سجائی ہوگی ____ پھر بھی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں سجی ہوں گی
____ جب اُس آنے والے کا اتنا چرچا ہُوا تو اس کو سارے عالم میں جانا
پہچانا ہونا چاہیئے ____ ہاں ، کیوں نہیں ! ____ آنے سے پہلے ہی
سب اس کو جانتے تھے اور خُوب جانتے تھے ____ وہ آنے والا آنے
سے پہلے ایسا جانا پہچانا ہو گیا جیسے باپ کے لیے بیٹے جانے پہچانے ہوتے
ہیں ____ سُنیئے سُنیئے قرآن حکیم کیا فرما رہا ہے :-

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں
جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک
گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے [1]

سورۂ انعام میں بھی یہی فرمایا :

جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں
کو پہچانتے ہیں ، جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان
نہیں لائے [2]

تو جب اس کی یاد دلوں میں بس گئی اور روحوں میں سما گئی تو یقیناً ہر زبان
پر اُسی کا ذکر ہوگا ، اس کو اپنی مصیبتوں میں وسیلہ بناتے ہوں گے ____
اُسی کو اپنا سہارا سمجھتے ہوں گے ____ قرآن حکیم سے اس محبت و وارفتگی کا

ے قرآن حکیم ، سورۂ بقرہ ، ١٤٦ ے قرآن حکیم ، سورۂ انعام ، ٢٠

حال پوچھیے ، سُنیئے سُنیئے وہ کیا فرما رہا ہے :-

اور اس سے پہلے وہ (یہودی) اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر
فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا ، اس
سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر [1]

ہاں ، کیوں نہ ہاتھ پھیلاتے ، کیوں نہ دُعائیں مانگتے کہ شب و روز اس
کے ذکر و اذکار سے فضائیں گونج رہی تھیں ، محفلیں سج رہی تھیں ، آخری محفل کا
حال تو قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے ____ محفل سجی ہے ، ہزاروں مسلمان
جمع ہیں ، ایک اہم اعلان ہونے والا ہے ، سب منتظر ہیں ، سب گوش بر آواز
ہیں ____ سُنیئے سُنیئے ، قرآن حکیم میں یہ کیا آواز آرہی ہے :

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا ، اے بنی اسرائیل ! میں تمہاری
طرف اللہ کا رسول ہوں ، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق
کرتا ہُوا اور اُن رسُول کی بشارت سُناتا ہُوا جو میرے بعد
تشریف لائیں گے ، اُن کا نام احمد ہے ، پھر جب احمد اُن کے
پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے ، بولے یہ کُھلا جادو ہے [2]

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے آنے والے کی آمد آمد کی خوشخبری
بھی سُنائی اور خوشی منانے کا سلیقہ بھی سکھایا ____ اپنے چاہنے والوں کے
لیے ربِ کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے اور دُعا کی ، اے زمین پر کھلانے والے
آسمان سے بھی ہم کو کچھ عطا فرما ____ قرآن حکیم میں یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا
ہے ، سُنیئے اور اس واقعہ سے خوشی منانے کا سلیقہ سیکھئے ____

جب حواریوں نے کہا ، اے عیسیٰ بن مریم ! کیا آپ کا رب ایسا کرے
گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے ، کہا ____ "اللہ سے ڈرو

ے قرآن حکیم ، سورۂ بقرہ : ٨٩ ے قرآن حکیم ، سورۂ صف : ٦

اگر ایمان رکھتے ہو" ـــــ بولے ـــــ "ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں" ـــــ عیسٰی بن مریم نے عرض کی ـــــ "اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک **خوان** اُتار کہ وہ ہمارے لیے **عید** ہو، ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے" ـــــ اللہ نے فرمایا ـــــ کہ "میں اسے تم پر اُتارتا ہوں"[1] الآیہ

غور فرمائیں **خوانِ نعمت** اُترے تو حال اور مستقبل والوں کے لیے **عید** ہو اور **جانِ نعمت اُترے** تو پھر ماضی و حال اور مستقبل والوں کے لیے کیوں عید نہ ہو؟ ـــــ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی اس رمزِ محبت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے ـــــ عید منانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی **نعمت** کا شکر ادا کیا جائے اور ایک آن نعمت کو نہ بھلایا جائے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ بھلایا جائے کیونکہ نعمت کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے، یہی ہر انسان کی نفسیات ہے ـــــ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے[2] ـــــ پھر **جانِ نعمت** کو یاد کرنا اور بھی ضروری ہوا ـــــ یہ یاد کرنا ربِّ کریم کی سنّت ہے، نبیوں کی سنّت ہے، **فرشتوں کی سنّت** ہے، نیک مسلمانوں کی سنّت ہے ـــــ ربِّ کریم خود فرما رہا ہے ـــــ ہم بار بار سُنتے ہیں، نہ معلوم غور کیوں نہیں کرتے ـــــ سُنیے سُنیے، غور سے سُنیے:

---

[1] قرآنِ حکیم، سورۂ مآئدہ: ۱۱۲ ۱۱۵

[2] قرآنِ حکیم، سورۂ مآئدہ: ۱۱؛ سورۂ اٰل عمران: ۱۰۳؛ سورۂ اعراف: ۸۴؛ سورۂ فاطر: ۳ وغیرہ وغیرہ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ـــــ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دُنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے[1] ـــــ

جو درود و سلام کے لیے تیار نہیں اُن کو وعید سنائی جا رہی ہے اور جو درود و سلام کے لیے تیار اور مستعد ہیں ان کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے ـــــ

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے[2]

آپ نے ملاحظہ فرمایا ربِّ کریم، محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کرنے والوں پر بھی درود بھیج رہا ہے اور اس کے اَن گنت فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں ـــــ دانا انسان کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے ـــــ

ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سُننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے، ذکر کرنے والوں سے محبت کرنے لگتا ہے، یہ عشق و محبت کی فطرت ہے ـــــ جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر عاشق نہیں ہو سکتا ـــــ دل یہی کہتا ہے، عقل یہی کہتی ہے ـــــ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے لیے محبت شرطِ اوّل ہے ـــــ یہ اللہ فرما رہا ہے، یہ خالق و مالک فرما رہا ہے ـــــ کس کی مجال کہ سرتابی کرے، کس کی جراُت کہ سرکشی پر کمر باندھے ـــــ سُنیے، سُنیے کیا فرما رہا ہے؟

آپ فرما دیجئے اگر تمہارے **باپ** اور تمہارے **بیٹے** اور تمہارے **بھائی** اور تمہاری **عورتیں** اور تمہارا **کنبہ** اور تمہاری کمائی کے

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۵۶ - ۵۷

[2] قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۴۳

مال اور وہ **سودا** جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند
کے **مکان** ـــــ یہ چیزیں **اللہ** اور اُس کے **رسول** اور اُس
کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ
اپنا حکم لائے[۵] ـــــ

دُنیا میں جو چیزیں دل کو کھینچتی ہیں سب ہی تو بیان فرمادیں ، ہاں ، اللہ اور
اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ان سب سے دل ہٹانا ہوگا
ـــــ سب کو بُھلا کر انھیں کو یاد کرنا ہوگا ـــــ کیا عشق و محبت کی تاریخ میں کسی
نے کہیں یہ پڑھا ہے کہ کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ خود یاد کیا ہو اور نہ کسی کو
یاد کرنے دیا ہو ؟ ـــــ ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا ـــــ کہ محبوب کا ذکر سن کر
عاشق منہ بسورنے لگے ، ناک بھوں چڑھانے لگے ، نتھنے پھُلانے لگے ، غیض و
غضب کے عالم میں محبوب کے ذکر کی محفل سے بُڑبُڑاتا چلا جائے ـــــ یہ
بات تو بہت ہی عجیب ہے ۔

پیش نظر مقالے میں ایسے ہی انسان کی اس سوچ اور فکر پر بحث کی گئی ہے ،
گو یہ بات ایسی نہ تھی جس کے بارے میں کسی دماغ میں یہ خیال گزرا ہو کہ کبھی
اس پر بھی بحث کی جائے گی ـــــ کبھی اس پر بھی سوچا جائے گا ـــــ کیا ایسا
بھی ہوسکتا ہے ، کیا محبت کا دعویٰ کرنے والے ، محبوب کی ذکر و فکر کی
محفلوں پر اس طرح بڑھ چڑھ کر اعتراض کریں گے ـــــ مگر وہ وقت بھی آگیا
ـــــ اُجالوں میں وہ اندھیرا بھی آگیا ـــــ پھولوں میں وہ کانٹا بھی آگیا جو
ہر محبت والے کے دل میں کھٹک رہا ہے ـــــ آیئے اعتراض کرنے والوں
کے اعتراضات کے جوابات سُنیئے ، مدلل اور دلنشیں ـــــ اندھیروں میں
اُجالے دیکھئے ـــــ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم بے عقلی کی باتیں چھوڑ کر ،

---

[۵] قرآن حکیم ، سورۂ توبہ : ۲۴

عقل و دانش کی باتیں کرنے لگیں ـــــ ؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم نفرت و عداوت
کی باتیں چھوڑ کر محبت و اُلفت کی باتیں کرنے لگیں ؟ ـــــ کیوں نہیں ہوسکتا ،
ضرور ہوسکتا ہے ! ـــــ مگر ہم کو دشمنانِ اسلام کی سفارت چھوڑنی ہوگی ،
ہم کو ملتِ اسلامیہ کی وکالت کرنی ہوگی ـــــ

اللہ نے انبیاء کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ، اللہ نے نیک مسلمانوں کی
سُنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ، اللہ نے فرشتوں کی سنت پر عمل کرنے کا
حکم دیا ـــــ کسی جگہ بھی کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی رسموں اور عادتوں کو
اپنانے کا حکم نہیں دیا ـــــ مگر ہم نے سرکشی پر کمر باندھی ہے ـــــ ہر حکم کو
ٹالا ہے اور اپنے نفس کے ہر حکم کو مانا ہے ـــــ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ
کی بے شمار رسمیں اور عادتیں ہم نے اپنالی ہیں ـــــ اپنانے والے ، اس عجیب و
غریب طرز عمل پر تنقید کرنے والوں سے بھی بیزار نظر آنے لگے ـــــ ان تمام
برائیوں کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں ، یہود و نصاریٰ کی رسموں کو عام کر رہے
ہیں ، صلحائے اُمت کی سنتوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں ـــــ کوئی معقول بات
سُننے کے لیے تیار نہیں ـــــ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے ؟ ـــــ نہیں نہیں
ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے ـــــ تو حکم یہ ہے کہ سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن یاد کیے جایئے ، دُرود و سلام پڑھے جایئے ، فرشتوں
کی طرح ، نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھے جایئے
ـــــ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دشمنی میں دشمنانِ اسلام کا ساتھ نہ
دیں ـــــ ہم محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر رکھیں ، یہی وہ دولت
ہے جس کو ساری دُنیا کے لُوٹنے والے لُوٹنے کی فکر میں ہیں ، اس دولت کو لُٹنے
نہ دیں ، اس کی دل و جان سے حفاظت کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو ۔
آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وسلم ۔

پیشِ نظر مقالہ اسلام کے خلاف عالم گیر تحریک کے جواب میں دُبئی کے

ادارۃ الافتاء والبحوث نے مرتب کیا اور دائرۃ الاوقاف والشئوون الاسلامیہ،
دبئی نے اس کو شائع کیا، اللہ تعالیٰ مؤلف اور ناشر دونوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔
آمین! ــــ یہ رسالہ ۱۹۹۶ء میں مدینہ منورہ حاضری کے وقت ایک عاشق
رسول نے عنایت فرمایا اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمایا کہ اس کا اردو زبان
میں ترجمہ کرا دیا جائے ــــ الحمدللہ فقیر کی درخواست پر فاضل جلیل، شیخ
الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف دام لطفہ نے رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ
(جنوری و فروری ۱۹۹۷ء) میں یہ ترجمہ مکمل فرما کر ارسال فرمایا، مولائے کریم فاضل
ممدوح کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ــــ اس مقالے کے نا تمام حوالوں
کو مکمل کرنا ضروری تھا، الحمدللہ یہ کام راقم کی درخواست پر فاضل مترجم علامہ محمد عبدالحکیم
شرف قادری نے محقق جامعہ نظامیہ، لاہور مولانا محمد نذیر سعیدی اور مولانا محمد عباس قادری
(گوجرانوالہ) سے بڑی حد تک مکمل کروایا۔ مولائے کریم ان دونوں محققین کو اجر عظیم عطا فرمائے
آمین! ــ ادارۂ مسعودیہ اس ترجمہ کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ
ناشرین ادارۂ مسعودیہ کو بھی اپنے کرم عمیم سے نوازے۔ آمین!

اس میں شک نہیں کہ مؤلف یا مؤلفین نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے انعقاد کے سلسلے میں بڑی معقول بحث کی ہے جو پڑھنے والے کے اطمینان
قلب کے لیے کافی ہے ــــ مولا تعالیٰ ہم کو حق بات کہنے، سننے اور اس پر عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ
۲۲ فروری ۱۹۹۷ء

احقر محمد مسعود احمد
۲/۱۷۔سی
پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی
کراچی۔ ۷۵۴۰۰ (سندھ، پاکستان)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور وہ کافی ہے، صلاۃ وسلام اللہ تعالیٰ
کی برگزیدہ مخلوق میں سے افضل ترین ہستی پر، آپ کی آل، صحابۂ کرام اور ان کے
طریقے پر چلنے والوں اور پیروکاروں پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا[1] (احزاب: ۷۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:
"جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے
کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"[2]

حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد! ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ لوگوں
کے سامنے حقائق پیش کرے تاکہ وہ بصیرت اور ہدایت کے راستے پر چلیں، اس
کا کام یہ نہیں کہ خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے۔ پس حق دوپہر کے سورج
کی طرح روشن ہے۔

اب ہم موضوع پر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ ان دنوں ہم نے کچھ پمفلٹ دیکھے
اور سنے ہیں جو جھوٹی اور باطل باتوں کا پلندہ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہٖ وسلم کے میلاد شریف کے بارے میں سیدھے سادے، کم فہم اور کم علم
مسلمانوں کو بہکانے کے لیے لکھے گئے ہیں، اس لیے بیان کی قدرت رکھنے والے

پر واجب ہے کہ حقیقت حال بیان کرے تاکہ علم کے طلبگاروں سے متعلق وارد وعید میں داخل نہ ہو۔

(١)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"جس نے ہمارے اس دین میں ایسی بات نکالی جو اس دین سے نہیں ہے (اس کی اصل دین میں نہیں ہے) وہ مردود ہے۔" [١٣]

یہ بھی فرمایا:

"نوپیدا اُمور سے بچو، کیونکہ ہر نوپیدا اُمر بدعت ہے (كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" [١٤]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں لفظ "کُلّ" آیا ہے جو عموم کے لیے ہے اور بغیر کسی استثناء کے بدعت کی تمام قسمیں شامل ہیں، لہٰذا ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے، یہ لوگ اپنے اس قول اور جرأت کی بنا پر تمام علماء اُمت کو بدعتی قرار دیتے ہیں، حالانکہ علماء اُمت کے پیشوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (جنہوں نے رمضان المبارک کی راتوں میں باقاعدہ باجماعت تراویح کا اہتمام کیا)۔ اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابۂ کرام کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے، تو ہم کہیں گے کہ تم صحابۂ کرام کے بارے میں بھی یہی کچھ کہتے ہو۔ تم نے کہا ہے کہ بدعت کی تمام قسمیں بغیر کسی استثناء کے مراد ہیں، یہ قول خود تمہارا گریبان پکڑتا ہے، اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تائید حاصل ہے (کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چند روز تراویح باجماعت پڑھائیں)، ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کے سامنے کچھ دوسرے اعمال پیش کریں گے جو صحابۂ کرام اور تابعین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وفات کے بعد کیے، کیا آپ اُن پر بھی بدعت اور گمراہی کی

تہمت لگائیں گے؟ نہیں تو کیا کہیں گے؟

(١) جمع قرآن

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رحلت فرما گئے تو قرآن پاک کسی چیز میں جمع نہیں کیا گیا تھا ——— ہم کہتے ہیں کہ (مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی) جنگ یمامہ میں بہت سے صحابۂ کرام شہید ہوگئے تو حضرت عمر فاروق ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو مصحف میں قرآن پاک جمع کرنے کا مشورہ دیا، حضرت ابوبکر صدیق نے توقف کیا اور فرمایا ——— "ہم وہ کام کیسے کریں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیا" ——— حضرت عمر فاروق نے فرمایا ——— "اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔" (حضرت عمر فاروق کا یہ فرمانا قابلِ توجہ ہے کہ "اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے")۔ حضرت عمر فاروق حضرت صدیق اکبر سے تقاضا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی شرح صدر عطا فرما دیا (اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متفق ہو گئے) انہوں نے حضرت زید بن ثابت کو پیغام بھیجا اور انہیں قرآن پاک کے تلاش کرنے اور جمع کرنے کا حکم دیا، حضرت زید نے فرمایا "اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو مجھے جو قرآن پاک کے جمع کرنے کا حکم دیا ہے اس سے زیادہ مشکل نہ ہوتا" ——— پھر انہوں نے کہا کہ "آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیا" ——— آپ نے فرمایا ——— "یہ اچھا کام ہے" ——— "حضرت ابوبکر صدیق مجھ سے تقاضا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا" [١٥] (اور مجھے بھی اطمینان حاصل ہوگیا) رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) مقامِ ابراہیم کو بیت اللہ شریف سے فاصلے پر رکھنا۔

امام بیہقی قوی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مقامِ ابراہیم (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیت اللہ شریف کے ساتھ متصل تھا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فاصلے پر رکھ دیا[۷] اور تمام صحابہ نے اتفاق کیا[۸]

(۳) جمعہ کے دن پہلی اذان کا اضافہ

صحیح بخاری میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے تیسری اذان کا اضافہ کیا[۸] (بخاری، ج ۱، مطبوعہ مصر، ص ۱۶۲) جمعہ کی پہلی اذان (یعنی اذان ثانی اور تکبیر سے پہلے والی اذان)

(۴) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ صلوٰۃ۔

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درود پاک کے چند کلمات لکھوائے، وہ یہ کلمات لوگوں کو سکھایا کرتے تھے، اس درود پاک کا ذکر امام سعید بن منصور نے اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں ابن ابی عاصم نے اور یعقوب بن شیبہ نے اخبار علی میں اور طبرانی وغیرہم نے حضرت سلامہ کندی کے حوالے سے کیا[۹]

(۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد میں اضافہ

حضرت ابن مسعود (وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُہٗ) کے بعد کہا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا (ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلامتی ہو)[۱۰] اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا، اس کے راوی حدیث صحیح کے

راوی ہیں، جیسے کہ مجمع الزوائد میں ہے۔

(۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تشہد کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا اضافہ کیا۔

اسی طرح انہوں نے تلبیۂ حج میں اضافہ کیا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ[۱۱] (میں دل و جان سے حاضر ہوں، تیری اطاعت کے لیے حاضر ہوں اور ہر خیر تیری ملکیت ہے، رغبت تیری طرف ہے اور عمل تیرے لیے ہے) تلبیہ میں اضافہ صحیح بخاری اور مسلم میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ اضافے ہیں جو صحابۂ کرام اور اُمت مسلمہ کے علماء اور فضلاء نے کیے ہیں۔

ان تمام حضرات نے کچھ نئی چیزیں نکالیں اور انہیں اچھا جانا، حالانکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے میں نہیں تھیں اور یہ ہیں بھی عبادات میں سے، ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ گمراہ اور بدعات سیئہ کے مرتکب تھے؟ —— نہیں تو وہ کیا تھے؟ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ[۱۲]

(۲)

رہا آپ کا یہ باطل دعویٰ کہ دین میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جسے بدعت حسنہ کا نام دیا جائے، تو اس کے جواب میں ہم آپ کے سامنے اکابر علماء اُمت کے ارشادات پیش کرتے ہیں جن کے کلام پر اعتماد کیا جاتا ہے، ان بے علم لوگوں کی بات نہیں ہے جن کا مقصد مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان میں فتنوں کی آگ بھڑکانے کے علاوہ کچھ نہیں، حالانکہ اس وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا جائے۔

(۱) (۱) اپنے زمانہ کے یگانۂ روزگار علامہ اور اپنے دور کی حجت، شارح صحیح مسلم، امام حافظ نووی شرح صحیح مسلم طبع بیروت (۶/۲۱) میں فرماتے ہیں، **نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان ہے كُلُّ بِدْعَةٍ**

ضَلَالَةٌ یہ عام مخصوص البعض ہے، اس سے مُراد اکثر بدعات ہیں، علماء لغت کہتے ہیں کہ بدعت ہر وہ شے ہے جو عمل میں لائی جائے اور اس کی مثال اس سے پہلے نہ ہو، اور اس کی پانچ قسمیں ہیں[13] (جن کا ذکر نمبر ۴ میں آرہا ہے)

(ب) اور یہی امام تہذیب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

بدعت، باء کے نیچے زیر۔ شریعت میں ایسی چیز کے نکالنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بابرکت زمانے میں نہ ہو، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت قبیحہ[14]

(ج) یہ بھی فرماتے ہیں:

المحدَثات۔ دال پر زبر۔ مُحدَثَةٌ کی جمع ہے، اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں اصل (دلیل) نہ ہو، اسے عرفِ شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے، جس نئے کام کی شریعت میں اصل ہو وہ بدعت نہیں ہے، پس عرفِ شریعت میں بدعت مذموم ہے، جب کہ لُغت میں اس طرح نہیں ہے، کیونکہ لُغت میں ہر اس چیز کو بدعت کہا جاتا ہے جو نئی ہو اور اس سے پہلے اس کی مثال نہ ہو، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری۔

(۲) امیر المومنین فی الحدیث، شیخ الاسلام، حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری جن کی جلالت قدر پر اُمت مسلمہ کا اجماع ہے، فرماتے ہیں:

ہر وہ کام جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا اسے بدعت کہا جاتا ہے، لیکن کچھ بدعتیں حسن ہوتی ہیں اور کچھ حسن نہیں ہوتیں۔

(۳) امام ابو نعیم ابراہیم جنید سے روایت کرتے ہیں:

میں نے امام شافعی کو فرماتے ہُوئے سُنا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت محمودہ (۲) بدعت مذمومہ، جو بدعت (نیا کام) سُنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے۔[15]

امام بیہقی مناقب الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا:

نو پیدا اُمور دو قسم کے ہیں: وہ نیا کام جو قرآن پاک یا سنت یا اثرِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالت ہے اور جو نیا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ اچھا ہے۔[16]

(۴) سلطان العلماء عزبن عبد السلام اپنی کتاب (القواعد) کے آخر میں فرماتے ہیں:

بدعت کی (پانچ) قسمیں ہیں (۱) واجب (۲) حرام (۳) مستحب (۴) مکروہ (۵) مباح۔ ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو شریعت کے قواعد کے سامنے پیش کرو، اگر وہ ایجاب کے قواعد کے نیچے داخل ہو تو واجب ہے، تحریم کے قواعد میں داخل ہو تو حرام ہے، استحباب کے قواعد کے تحت داخل ہو تو مستحب، مکروہ کے قواعد کے تحت داخل ہو تو مکروہ اور اگر مباح کے قواعد کے نیچے داخل ہو تو مباح ہے۔[17]

یہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے اقسام مذکورہ کی طرف بدعت کی تقسیم کی ہے۔

اسلامی بھائی! تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہُوں کہ غور کر کہ مخالفین کا وہ قول کہاں گیا کہ لفظ "کل" الفاظ عموم میں سے ہے اور بغیر کسی استثناء کے بدعت کی تمام قسموں میں شامل ہے، ادھر ان ائمہ کا **ارشاد ہے جن کے سردار** امام حافظ نووی **فرماتے ہیں کہ لفظ "کل" عام ہے اور اس سے بعض افراد مراد ہیں۔**

ایک طرف **معترضین کا یہ مقولہ ذہن میں رہے کہ** دین میں بدعت حسنہ نام کی

کوئی چیز نہیں ہے، دوسری طرف عالم اسلام کے ائمہ کے ارشادات سامنے رکھیں جو ہم ابھی ابھی پیش کر چکے ہیں، ان کے مقتدا صاحب مذہب امام جلیل امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، علماء تو رہے ایک طرف، عوام کو بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان معلوم ہے جیسے کہ مسلم شریف میں ہے ــــ "جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا اجر ہے، جب کہ بعد والوں کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی" [۱۸] ــــ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے لیے اچھے طریقے کو نیکی اور ثواب کی زیادتی کے لیے اختیار کرنا جائز ہے، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسے اختیار نہ فرمایا ہو، سَنَّ سُنَّۃً کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قواعد شریعت یا نصوص شرعیہ کے عموم سے اجتہاد اور استنباط کی بنا پر اچھا طریقہ رائج کیا ــــ

ہم نے صحابۂ کرام اور تابعین کے جن افعال کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے دعوے کی بڑی دلیل ہیں۔

(۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک کی محفل کا آغاز

معترضین، عامۃ المسلمین اور سادہ مزاج لوگوں کو فریب دینے اور اپنے باطل نظریات کی اشاعت کے لیے اپنی عادت کے مطابق کہتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ (۱۱/۱۷۲) میں بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن میمون القداح نامی یہودی کی طرف منسوب سلطنت عبیدیہ کا مصر میں اقتدار (۳۵۷ھ تا ۵۶۷ھ) رہا۔ اسی حکومت نے بہت سے دنوں میں محافل کا اہتمام کیا، ان ہی میں سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت سے محفل میلاد بھی ہے یہ وہ حوالہ ہے جو معترضین نے حافظ ابن کثیر سے نقل کیا ہے۔

ان لوگوں نے جس حوالے کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے جھوٹ بولا ہے، آپ نے حافظ ابن کثیر کے بارے میں جو دعوے کیا ہے اور جو ان کی طرف منسوب کیا ہے وہ جھوٹ، افتراء، ہیرا پھیری اور علماء اُمت کے اقوال نقل کرنے میں خیانت ہے اور اگر آپ کو اس بات پر اصرار ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں نکال کر دکھائیں۔ آپ کا وہ دعویٰ کہاں گیا کہ ہم اس مسئلے میں ہر خواہش نفس سے الگ ہو کر عدل و انصاف کے ساتھ بات کریں گے بلکہ یہ تو رسوا کُن تعصب اور ناپسندیدہ خواہش نفس ہے۔

برادرانِ اسلام! آیندہ ہم علماء اُمت مسلمہ کے ارشادات کے نقل کرنے میں ایسے لوگوں پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں؟

برادرانِ اسلام! ہم آپ کے سامنے محفل میلاد اور اس کے آغاز کے بارے میں حافظ ابن کثیر کی صحیح اور اصلی رائے پیش کرتے ہیں۔ جسے اس موضوع پر عدل و انصاف کے ساتھ گفتگو کرنے کے دعویدار نے چھپایا ہے۔ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنہایہ مطبوعہ مکتبۃ المعارف (۱۳/۱۳۶) میں لکھتے ہیں:

الملک المظفر ابو سعید کوکبری انجیا، بڑے سرداروں اور اصحاب مجد بادشاہوں میں سے تھا، اس کے اچھے آثار ہیں (یہ بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے) ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پُر شکوہ محفل منعقد کرتا تھا۔ وہ ذہین، بہادر، نڈر، صاحبِ علم و عقل اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے (یہاں تک کہ انہوں نے کہا) میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ [۱۹]

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! غور فرمائیں کہ حافظ ابن کثیر نے ملک مظفر کی کتنی مدح و ثنا کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ عالم تھا، عادل تھا، ذہین اور

بہادر تھا اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اور اچھا مقام عطا فرمائے۔ یہ نہیں کہا کہ وہ فاسق و فاجر اور زندیق تھا، بدکاریوں اور تباہ کُن گناہوں کا مرتکب تھا، جیسے کہ معترضین میلاد شریف کے قائلین کے بارے میں کہتے ہیں۔ ہم قارئین کی توجہ حوالۂ مذکور کی طرف مبذول کراتے ہیں کیونکہ اس جگہ امام جلیل کے بارے ہماری نقل کردہ گفتگو سے بھی عظیم گفتگو ہے ہم نے طوالت کے خوف سے اسے نقل نہیں کیا۔

امام حافظ ذہبی، سیر اعلام النبلاء (٣٦/٣٣٦) میں ملک مظفر کا تذکرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں:

> وہ تواضع پسند، اچھا آدمی اور سُنی تھا، فقہاء اور محدثین سے محبت رکھتا تھا۔[٢٠]

(٤)

محفل میلاد شریف کے بارے میں ائمۂ ہدایت کے ارشادات

(١) امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی میں ایک رسالہ کا نام "حسن المقصد فی عمل المولد" رکھا ہے (میلاد شریف منانے میں حسن نیت) اس کی ابتدا میں فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف منانے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ شرعی طور پر اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا وہ محمود ہے یا مذموم؟ اور کیا اس کے منانے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

> میرے نزدیک جواب یہ ہے کہ میلاد شریف کی اصل یہ ہے کہ لوگ جمع ہو کر جہاں تک ممکن ہو قرآن پاک پڑھتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ابتدا کے بارے میں وارد احادیث اور آپ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی نشانیاں بیان کی جاتی ہیں، پھر دسترخوان بچھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے، اس کے

> علاوہ کچھ نہیں کیا جاتا، پھر لوگ واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ بدعات حسنہ میں سے ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قدر و منزلت کی تعظیم اور آپ کے میلاد شریف پر خوشی کا اظہار ہے۔[٢١]

(٢) علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" ص ٢٦٦ میں لکھتے ہیں:

> اسی طرح بعض لوگوں نے عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد منانے کی مشابہت کے لیے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کے لیے نئے کام نکالے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

اُنہوں نے یہ بھی کہا:

> یہ ایسا کام ہے جو سلف صالحین نے مقتضی کے موجود ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے باوجود نہیں کیا۔[٢٢]

یہ اس شخص کا کلام ہے جس نے تعصب کو ایک طرف چھوڑ دیا اور وہ بات کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو راضی کرنے والی ہے۔

جہاں تک ہمارا معاملہ ہے تو ہم بقول علامہ ابن تیمیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کے لیے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کی مشابہت کے لیے)، اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے:

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمِ — وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمِ

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ — حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ[٢٣]

- اس بات کو چھوڑ دو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں جو چاہو کہو اور مان لو۔
- آپ کی ذاتِ اقدس کی طرف جو فضیلت چاہو منسوب کر دو اور آپ کے مرتبے کی طرف جو عظمتیں چاہو منسوب کر دو۔
- کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے جسے کوئی انسان زبان سے بیان کرے۔

(٣) شیخ الاسلام، شارحین کے امام حافظ ابن حجر عسقلانی:

علامہ جلال الدین سیوطی الحاوی للفتاوی میں فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام، حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے محفل میلاد منعقد کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا:

در اصل محفل میلاد کا منعقد کرنا بدعت (نیا کام) ہے، تین زمانوں (صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں) کے سلف صالحین سے منقول نہیں ہے لیکن اس کے باوجود خوبیوں اور خرابیوں پر مشتمل ہے، جو شخص خوبیوں کو اپنائے اور خرابیوں سے بچے تو اس کے لیے بدعت حسنہ ہے، مجھے ایک صحیح دلیل سے اس کا استخراج ظاہر ہوا ہے اور وہ صحیحین کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، آپ نے ان سے پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی، ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں ـــــ اس سے معیّن دن میں اللہ تعالیٰ کے نعمت عطا فرمانے یا انتقام کے دُور کرنے پر شکر ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اس نبی اعظم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس

دن میں جلوہ گر ہونے سے بڑی نعمت کون سی ہے؟
یہ تو اصل میلاد سے متعلق گفتگو ہے۔ رہا یہ امر کہ اس محفل میں کون سا عمل کیا جائے؟ تو جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے شکر پر اکتفا کرنا چاہیئے، قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، کھانا کھلایا جائے، صدقہ کیا جائے، نعتیہ اور صوفیانہ اشعار پڑھے جائیں جو دلوں کو اعمال صالحہ اور آخرت کے لیے اچھے کام کرنے کی رغبت دلائیں۔

یہ وہ استنباط ہے جس کے بارے میں معترضین کہتے ہیں کہ یہ غلط استدلال اور باطل قیاس ہے اور اس کا برملا انکار کرتے ہیں۔ کاش یہ سوچا جائے کہ انکار کرنے والے کی کیا حیثیت ہے اور جس پر انکار کیا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہے؟

(٤) امام حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ قیسی دمشقی نے میلاد شریف کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی ہیں مثلاً

(١) جامع الآثار فی مولد النبی المختار
(٢) اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق
(٣) مورد الصادی فی مولد الہادی (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ)

(٥) امام حافظ عراقی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے:
المورد الہنی فی المولد السنی

(٦) حضرت حافظ ملا علی قاری نے میلاد معطر کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:
المورد الروی فی المولد النبوی

(٧) امام علامہ ابن دحیہ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے:
التنویر فی مولد البشیر والنذیر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)

اس میں وہ ابولہب کے بارے میں کہتے ہیں :

إِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهُ ۔ وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدًا
أَتَى أَنَّهُ فِي يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ دَائِمًا ۔ يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِأَحْمَدَا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِيْ طُوْلَ عُمْرِهٖ ۔ بِأَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا [۲۵]

● جب یہ ایسے کافر کا حال ہے جس کی مذمت (قرآن پاک میں) آئی ہے اور جہنم میں اس کے ہاتھ ہمیشہ کے لیے ٹوٹے ہوئے ہیں ۔

● حدیث میں آیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی بنا پر ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے ۔

● اس مسلمان کے بارے میں کیا خیال ہے جو عمر بھر سیدنا احمد مرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تشریف آوری پر خوشی مناتا رہا اور عقیدہ توحید پر اس دنیا سے رخصت ہوا ۔

(۹) امام حافظ شمس الدین ابن الجزری جو قراء کے امام اور متعدد مفید کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی مشہور آفاق کتاب کا نام ہے (النشر فی القراءات العشر) انہوں نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا :

عرف التعریف بالمولد الشریف

(۱۰) امام حافظ ابن جوزی نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے (مولد العروس) جس میں فرماتے ہیں :

میلاد شریف اس سال میں امان ہے اور مقصد و مدعا کے حاصل ہونے کی فوری بشارت ہے [۲۶]

(۱۱) امام حافظ نووی شارح مسلم کے استاد امام ابوشامہ اپنی کتاب (الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۲۳) میں فرماتے ہیں :

ہمارے زمانے میں جو حسین ترین اور نیا کام اپنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت

کے دن خیرات تقسیم کرتے ہیں، اچھے اچھے کام (تلاوت، نعت خوانی درود و سلام) کرتے ہیں، زیب و زینت اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، یہ سب کام اس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے اس کا دل تاجدار انبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت سے سرشار ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا [۲۷]

(۱۲) امام حافظ قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب (مواہب لدنیہ (ط، المکتب الاسلامی) ۱/۱۴۸) میں فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے کی راتوں کو عیدیں قرار دیتا ہے، تاکہ اس کا یہ عمل اس شخص کے لیے شدید ترین بیماری بن جائے جس کا دل لاعلاج مرض میں مبتلا ہے۔ [۲۸]

اسی طرح امام حافظ سخاوی، امام حافظ وجیہ الدین بن علی بن الدیبع شیبانی زبیدی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کے عنوان پر گفتگو کی ہے اور کتابیں لکھی ہیں، اس موضوع پر لکھنے والوں کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے ——

برادرانِ اسلام! آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم !

● —— کیا امت مسلمہ کے اتنے علماء و فضلاء جو میلاد شریف منانے کے قائل ہیں اور اس موضوع پر انہوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ کیا وہ سب (معاذ اللہ!) زندیق ہیں ؟

● —— کیا وہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اولاد ہیں ؟

● —— کیا یہ اکابر علماء جنہوں نے حدیث اور فقہ وغیرہ علوم میں مفید کتابیں اور شروح لکھی ہیں اور تمام عالم اسلام ان کے بیان کردہ احکام اور فتاویٰ

کو تسلیم کرتا ہے، سب کے سب فاسق و فاجر، بدکاریوں کے مرتکب اور تباہ کن گناہوں کے مرتکب تھے؟

- ـــــ کیا معترضین کے قول کے مطابق وہ عیسائیوں کے میلادِ عیسیٰ علیہ السلام منانے کی مشابہت اختیار کرتے تھے؟
- ـــــ کیا وہ یہ کہتے تھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو یہ تبلیغ نہیں کی تھی کہ انہیں کون سا عمل کرنا چاہیئے؟

برادرانِ اسلام! ان سوالوں کا جواب آپ کے سپرد کرتے ہوئے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

(۵)

معترضین یہ کہتے ہیں کہ اگر محفل میلاد منانا دین سے ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسے اُمت کے سامنے بیان فرماتے یا اپنی زندگی میں خود مناتے یا آپ کے صحابۂ کرام مناتے، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ازراہِ تواضع اپنا میلاد نہیں منایا کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن ہے۔ (معترضین کا اعتراض)

اس کا جواب یہ ہے کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیا یا آپ کے بعد صحابۂ کرام نے نہیں کیا۔ تو ان حضرات کا نہ کرنا اس کام کے حرام ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے ـــــ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً (الحدیث) "جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا" ـــــ اس حدیث میں واضح طور پر اس کام کے نکالنے کی ترغیب دی گئی ہے جس کی اصل (دلیل) شریعت مبارکہ میں موجود ہے، اگرچہ وہ کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ کیا ہو،

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہر وہ کام جس کی سند شریعت سے موجود ہو وہ بدعت نہیں ہے۔ اگرچہ سلف صالحین نے نہ کیا ہو. کیونکہ سلف صالحین کے اس کام کو ترک کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت انہیں کوئی عذر درپیش ہو یا انہوں نے اس سے افضل کام اختیار کیا ہو یا ان سب تک اس کام کا علم نہ پہنچا ہو۔

لہٰذا جو شخص کسی شے کو اس بنا پر حرام قرار دیتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسے نہیں کیا تو اس کا دعویٰ بے دلیل اور مردود ہے۔

آپ نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ

"جس شخص نے ایسا کام نکالا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اور آپ کے صحابۂ کرام نے نہیں کیا اس نے دین میں بدعت نکالی ہے"

ہم آپ کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس اُمت کے لیے دین کی تکمیل نہیں کی اور اُمت کو ان کاموں کی تبلیغ نہیں فرمائی جو کرنے چاہئیں (کیونکہ آپ نے نیا اور اچھا کام نکالنے کی تحسین فرمائی ہے، نیا کام تب ہی ہوگا جب نہ تو آپ نے کیا ہو اور نہ ہی صحابہ نے کیا ہو) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دین کے مکمل نہ کرنے اور اُمت کو تبلیغ نہ کرنے کا عقیدہ وہی شخص رکھے گا جو زندیق ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہو۔

ہم آپ کی موافقت کرتے ہوئے آپ کی زبان سے کہتے ہیں کہ آپ نے اصل عبادات میں بہت سے ایسے مسائل نکالے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیے، صحابۂ کرام نے نہیں کیے، تابعین نے نہیں کیے، یہاں تک کہ تبع تابعین نے بھی نہیں کیے ـــــ

بطور مثال چند مسائل ملاحظہ ہوں، اگرچہ ان میں حصر نہیں ہے ـــــ

(۱) حرمین شریفین اور دیگر مساجد میں نماز تراویح کے بعد نماز تہجد ادا کرنے

کے لیے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کرنا ——

(۲) نماز تراویح ، اسی طرح نماز تہجد میں دُعاءِ ختم قرآن کا پڑھنا ——

(۳) حرمین شریفین میں خاص طور پر ۲۷ رمضان کو قرآن پاک ختم کرنا ——

(۴) نماز تراویح کے منادی کا اعلان کرنا صَلٰوۃَ الْقِیَامِ اَثَابَکُمُ اللہُ ، (نماز تہجد میں شرکت کرو اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب عطا فرمائے)

(۵) یہ کہنا کہ توحید تین قسم کی ہے (۱) توحید الوہیت (۲) توحید ربوبیت (۳) توحید اسماء وصفات —— کیا یہ حدیث شریف ہے ؟ —— یا کسی صحابی کا قول ہے ؟ —— یا چار اماموں میں سے کسی کا قول ہے ؟

اس کے علاوہ بہت سے مسائل ہیں جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اداروں کا قائم کرنا ، اسلامی جامعات (یونیورسٹیاں) قائم کرنا ، حفظ قرآن پاک کے لیے تنظیمیں بنانا ، دعوت وارشاد کے دفاتر قائم کرنا ، مشائخ کی محفلوں کے ہفتے منانا وغیرہ ذلك (کیا یہ سب جائز اور محفل میلاد نا جائز ؟ فالی اللہ المشتکی) —— اس کے باوجود ہم ان چیزوں کا انکار نہیں کرتے ، ہمارے نزدیک یہ امور بدعات حسنہ میں سے ہیں لیکن معترضین ایسے کام کرنے والوں پر شدید انکار کرتے ہیں (مثلاً میلاد شریف ، توسل اور زیارت) اور خود ایسے کام کرتے ہیں (گویا یہ اختیار ان کے پاس ہے کہ جسے چاہیں حلال کر دیں اور جسے چاہیں حرام کر دیں)

یہ نئے اور دینی کام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیے ، اس کے باوجود آپ خود یہ کام کرتے ہیں ، حالانکہ یہ آپ کے اس قاعدے کے واضح خلاف ہیں کہ

عبادات توقیفی ہیں (اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کرنے پر موقوف ہیں) اور ہر وہ کام جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے نہیں کیا وہ بدعت

(سیئہ) ہے ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ احکام شرعیہ کے تیار کرنے کا آپ کو اختیار ہے اور دوسرے لوگوں کو نہیں ہے ۔ وَجَنَتْ عَلٰی نَفْسِہَا بَرَاقِشُ (بے وقوف اپنے اُوپر ہی ستم ڈھاتا ہے) ۔

معترض نے دعویٰ کیا ہے کہ محافل میلاد کے اکثر احیا کرنے والے فاسق و فاجر ہیں ، یہ کلام درجۂ اعتبار سے ساقط ہے ، اگر کسی چیز پر دلالت کرتا ہے تو وہ قائل کی اصلیت ہے ، ہماری طرف سے اس کا جواب صرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [۳۰]

(آپ فرما دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو !)

کیا جن اکابر ائمہ کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب معترض کی نظر میں فاسق و فاجر ہیں ؟ —— کچھ بعید نہیں کہ مخالف یہ بات بھی کہہ دے —— سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (اے اللہ ! تو پاک ہے ، یہ عظیم بہتان ہے ۔) ہم بقول شاعر کہتے ہیں ؎

اِذَا اَرَادَ اللہُ نَشْرَ فَضِیْلَۃٍ طُوِیَتْ — اَتَاحَ لَھَا لِسَانَ حَسُوْدٍ

جب اللہ تعالیٰ کسی مخفی فضیلت کو اجاگر کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے حاسدوں کی زبان مقرر فرما دیتا ہے ۔

(۶)

معترض نے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمائے بعض الفاظ پر اشکال قائم کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ مشرکانہ کلمات ہیں ، ان میں سے عارف باللہ تعالیٰ امام بوصیری کا یہ شعر بھی ہے ؎

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ — سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ [۳۱]

اے تمام مخلوق میں سے معزز ! آپ کے سوا میرے لیے کون ہے جس

کی عام مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت پناہ لُوں ــــــ؟

ہم نہیں جانتے کہ معترض کے نزدیک یہ اشکال کیسے پیدا ہُوا اور اس نے امام بوصیری کے اس مصرع میں کیوں غور نہیں کیا؟ اُنھوں نے فرمایا ہے: "عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ" ہم قارئین سے پوچھتے ہیں کہ "اَلْحَادِثِ الْعَمَمْ" کیا ہے؟ اَلْعَمَمِ وہ امر ہے جو تمام جنوں اور انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کو شامل ہو، اس سے کسی بھی انسان کے دل میں روزِ قیامت کی مصیبت کے علاوہ کوئی مصیبت نہیں آئے گی، معترضین اور قارئین کے سامنے یہ اشکال حل ہوجانے کے بعد واضح ہوجائے گا کہ امام بوصیری کی مُراد قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں سے شفاعت کی درخواست ہے، کیونکہ قیامت کے دن حضرت افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں ہوگی جس کی ہم پناہ لیں اور جس کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں اور جس سے سفارش کی درخواست کریں۔ اس دن انبیاء کرام اور رسولانِ گرامی نفسی نفسی کہیں گے اور شفیع روزِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کہیں گے اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا[۳۲] "ہم شفاعتِ عظمیٰ کے لیے ہیں، ہم اس کے لیے ہیں" ــــــ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معترضین کو جو اشکال پیش آیا ہے وہ بصارت اور بصیرت کے فقدان کی بنا پر ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں امن اور عافیت عطا فرمائے ــــــ

عوام الناس کے نزدیک اس مشکل کی ایک مثال وہ واقعہ بھی ہے جو جلیل القدر حنفی امام کمال الدین ابن الہمام صاحب فتح القدیر (شرح ہدایہ) نے مناسک فارسی اور شرحِ مختار میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر یُوں عرض گزار ہُوئے ؎

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى	جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ	لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

- اے تمام انسانوں اور جنوں سے افضل! اور اے تمام مخلوق کے خزانے! مجھے اپنے جود وکرم سے نوازیں اور مجھ سے اپنی خاص رضا کے ذریعے راضی ہوجائیں۔
- مَیں آپ کے لطف وکرم کا اُمیدوار ہوں اور مخلوق میں آپ کے سوا ابوحنیفہ کے لیے کوئی نہیں ہے۔

(۷)

معترضین کہتے ہیں کہ محافلِ میلاد میں مردوں اور عورتوں کا مِلا جُلا اجتماع ہوتا ہے، سازوں کا استعمال ہوتا ہے، گانے گائے جاتے ہیں اور نشہ آور مشروب پئے جاتے ہیں ــــــ اللہ کی قسم! اُنھوں نے جھُوٹ کہا۔ ہم نے سینکڑوں محافلِ میلاد میں شرکت کی ہے، ہم نے توکہیں مرد وزَن کا بے حجابانہ اختلاط نہیں دیکھا، نہ ہی گانے بجانے کے آلات دیکھے ہیں، جہاں تک نشہ آور اشیاء کا تعلق ہے تو ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں، ہم نے نشہ دیکھا ہے لیکن وہ دنیا والوں کا نشہ نہیں ہوتا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کا نشہ دیکھا ہے، یہ ایسا نشہ ہے جو ہر چیز پر یہاں تک کہ سکراتِ موت پر بھی چھا جاتا ہے، جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کی حلاوت موت کی تلخیوں کے ساتھ مخلوط ہوگئی، سکراتِ موت پر سکراتِ محبت غالب آگئے اور وہ حالتِ سکرات میں کہہ رہے تھے:

غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَّصَحْبَهٗ[۳۳]

کل حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ایسی محبوب ہستیوں سے ملاقات کروں گا۔

(۸)

معترضین کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت اور وفات کا دن ایک ہی ہے (یعنی پیر کا دن)، لہٰذا اس دن غم کی بجائے خوشی منانے

کو ترجیح نہیں ہونی چاہیئے ____ اگر دین رائے سے ہوتا تو اس دن کو غم اور ماتم منانا چاہیئے تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ! یہ کیا فصاحت ہے؟ ____ اس کا جواب امام علامہ جلال الدین سیوطی نے (الحاوی للفتاوی، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ ج ۱ ص ۱۹۳) دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے عظیم ترین نعمت اور آپ کی وفات ہمارے لیے عظیم ترین مصیبت ہے، شریعت مبارکہ نے نعمتوں کے شکر کے ظاہر کرنے پر ابھارا ہے اور مصائب پر صبر و سکون اور پردہ داری کی ترغیب دی ہے، شریعت نے بچے کی پیدائش پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کی پیدائش پر شکر اور خوشی کا اظہار ہے، موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع فزع کے اظہار سے منع کیا ہے، پس قواعد شریعت سے معلوم ہو گیا کہ اس مہینے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے، نہ کہ آپ کی وفات کے حوالے سے اظہار رنج و الم کرنا چاہیئے۔

امام ابن رجب اپنی کتاب (اللطائف) میں روافض کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی وجہ سے عاشورہ (دس محرم) کو ماتم کا دن قرار دے دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے انبیاء کرام کے مصائب اور ان کی وفات کے دنوں کو ماتم قرار دینے کا حکم نہیں دیا، تو ان سے کم درجہ حضرات کا یوم وفات کس طرح ماتم کا دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟ [۳۴]

خاتمہ

ہم اس گفتگو کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں، امام ابو یعلیٰ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ____ "ہمیں تمہارے بارے میں جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک پڑھا، یہاں تک کہ جب اس پر قرآن کی رونق دیکھی گئی اور اسلام اس کی چادر ہو گیا تو اس نے چادر اتار دی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور تلوار لے کر اپنے پڑوسی پر چڑھ دوڑا اور اس پر شرک کی تہمت لگائی" ____ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا ____ "اے اللہ کے نبی! ایک الزام لگانے والا ہے اور دوسرا وہ ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے، ان دونوں میں سے کون شرک کے قریب تر ہے؟" ____ فرمایا ____ "الزام لگانے والا" ____ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی سند عمدہ ہے۔ [۳۵]

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مقالہ مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب پر رحمتیں نازل فرمائے۔

الحمد للہ تعالیٰ آج ۲۶ رمضان المبارک ۵ فروری ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء کو ترجمہ مکمل ہوا۔ ____ شرف قادری۔

حوالے

تخریج

مولانا محمد نذیر سعیدی، لاہور
مولانا محمد عباس رضوی، گوجرانوالہ

۱۔ قرآن حکیم، سورۂ احزاب نمبر ۳۳، آیت نمبر ۷
۲۔ صحیح بخاری، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر، ج ۲، ص ۸۹۰؛ باب اکرام الضیف، ج ۲، ص ۹۰۶؛ کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ج ۲، ص ۹۵۸
۳۔ صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، ج ۱، ص ۳۷۱۔
۴۔ مسند احمد بن حنبل، حدیث العرباض بن ساریہ، ج ۴، ص ۱۲۶-۱۲۷
۵۔ صحیح بخاری، باب جمع القرآن، ج ۲، ص ۷۴۵
۶۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی، باب اولیات عمر رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۷
۷۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۳۸۷، ۳۹۶
۸۔ صحیح بخاری، باب الاذان یوم الجمعہ، ج ۱، ص ۱۲۴
۹۔ المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۹، ص ۱۱۶، حدیث نمبر ۹۰۸۹
۱۰۔ مجمع الزوائد، باب التشہد والجلوس، ج ۲، ص ۱۴۳

۱۱۔ صحیح مسلم، باب التلبیہ وصفتہا و وقتہا، ج ۱، ص ۳۷۵-۳۷۶
۱۲۔ قرآن حکیم، سورۂ انعام نمبر ۶، آیت نمبر ۱۴۳
۱۳۔ شرح صحیح مسلم مع مسلم، کتاب الجمعہ، ج ۱، ص ۲۸۵
۱۴۔ تہذیب الاسماء واللغات (بدع) الجزء الاول من قسم الثانی، ص ۲۲
۱۵۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۹، ص ۱۱۳
۱۶۔ تہذیب الاسماء واللغات بحوالہ الامام البیہقی، لفظ 'بدع'، الجزء الاول من القسم الثانی، ص ۲۳
۱۷۔ ایضاً، بحوالہ عبد العزیز فی کتاب قواعد البدعۃ، ص ۲۲
۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ، ج ۱، ص ۳۲۷
۱۹۔ البدایہ والنہایہ، ترجمہ الملک المظفر ابو سعید کوکبری، ج ۱۳، ص ۱۳۶-۱۳۷
۲۰۔ سیر اعلام النبلاء صاحب اربل ملک مظفر الدین، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ترجمہ ۲۰۵، ۲۲/۳۳۶
۲۱۔ الحاوی للفتاوٰی، حسن المقصد فی عمل المولد، ج ۱، ص ۱۸۹
۲۲۔ اقتضاء الصراط المستقیم، مطبوعہ دار الحدیث، ص ۲۶۶
۲۳۔ قصیدۃ البردہ للامام شرف الدین البوصیری مع شرح العمدہ، ص ۳۶، انجمن نعمانیہ ۱۳۳۹ھ
۲۴۔ الحاوی للفتاوٰی (حسن المقصد فی عمل المولد)، ج ۱، ص ۱۹۶
۲۵۔ الحاوی للفتاوٰی بحوالہ مورد الصادی فی مولد الہادی (حسن المقصد فی عمل المولد) ج ۱، ص ۱۹۷؛ شرح المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۳۹
۲۶۔ المواہب اللدنیہ بحوالہ ابن جزری، رضاعہ عند الولادۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ج ۱، ص ۱۴۸۔
۲۷۔ الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص ۲۳۔

۲۸۔ المواہب اللدنیہ ۔ رضاعہ عند الولادۃ ، المکتب الاسلامی ، بیروت ، ج ۱ ، ص ۱۴۸ ۔

۲۹۔ صحیح مسلم ، کتاب الزکوٰۃ ، باب الحث علی الصدقہ ، ج ۱ ، ص ۳۲۷

۳۰۔ قرآن حکیم ، سورۂ بقرہ نمبر ۲ ، آیت نمبر ۱۱۱ و سورۂ نمل نمبر ۲۷ ، آیت نمبر ۶۴

۳۱۔ القصیدۃ البردہ ، الفصل العاشر فی ذکر المناجات وعرض الحاجات ، تاج کمپنی ، لاہور ، ص ۳۴

۳۲۔ مسند احمد بن حنبل ، ج ۱ ، ص ۲۸۲ ؛ البدایہ والنہایہ ، ج ۱ ، ص ۱۷۱ مسند ابویعلی ، حدیث نمبر ۳۳۲۴ ، ج ۳ ، ص ۹

۳۳۔ تہذیب ، تاریخ دمشق لابن عساکر ، ج ۳ ، ص ۳۱۷ فی ترجمہ بلال ۔

۳۴۔ الحاوی للفتاوی ، حسن المقصد فی عمل المولد ، دار الفکر ، بیروت ، ج ۱ ، ص ۱۹۳ ،

۳۵۔ کشف الاستار من زوائد البزار ، ج ۱ ، ص ۹۹ ، حدیث نمبر ۱۷۵ ؛ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، ج ۱ ، ص ۲۴۸ ، حدیث نمبر ۸۱ ذکر ما کان یتخوف صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ جدال منافق ۔